بسم اللہ الرحمن الرحیم

قندیلِ شب

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

اسلام آباد۔ ٹلفورڈ
Z-18-08-2019

مکرمہ امۃ الرشید بدر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف آپ کی کتاب مل گئی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کو اس سے استفادہ کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی جناب سے ہر خیر کا وارث بنائے اور دین و دنیا کی سعادتیں عطا فرمائے۔ اللہ ہر آن آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمہ امتہ الرشید بدر صاحبہ کا شعری مجموعہ **"گلشنِ محامد"** پڑھنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ، رسول کریمؐ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے حضرت مسیح موعودؑ کی محبت میں ڈوبا ہوا کلام ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کلام کو نافع الناس بنائے۔ اسی طرح مکرمہ امتہ الرشید بدر صاحبہ کے لئے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین و اخلاص میں برکتیں عطا فرماتا چلا جائے۔

والسلام۔ خاکسار
صہیب احمد (مربی سلسلہ)
دارالصدر غربی لطیف

ہماری قابلِ احترام ہستی "امتہ الرشید بدر صاحبہ" نے " گلشنِ محامد" کے نام سے موسوم اس شعری مجموعہ میں اپنے جذبات کی عکاسی بہت خوبصورت انداز میں کی ہے۔ اس کتاب میں جہاں عشقِ خداوندی، عشقِ رسولؐ اور خلافت سے عقیدت کی انتہائی خوبصورت رنگ میں ترجمانی کی گئی ہے وہاں غمِ دوراں اور زندگی کی تلخیوں کا اظہار بھی ایسے رنگ میں کیا گیا ہے کہ جو شاعرہ موصوفہ کے توکل علی اللہ، صبر و شکر اور نامساعد حالات کے باوجود ثباتِ قدمی کی عکاسی کرتا ہے۔ ایک بات جو مجھے بہت اپیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ شاعرہ موصوفہ نے ایک ہاؤس وائف ہونے کے باوجود کمال کا ادبی ذوق ہیں اور جس جانفشانی اور عزمِ صمیم سے انہوں نے یہ ادبی تخلیق پایۂ تکمیل تک پہنچائی ہے، یہ بلاشبہ تمام خواتین کے لئے رول ماڈل ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ ربِّ عظیم شاعرہ موصوفہ کی تمام دِلی کیفیات اور دعاؤں کو قبولیت بخشے اور دنیا و آخرت میں حقیقی خوشیوں سے نوازے۔ آمین

دعاؤں کی محتاج
صدیقہ مبارکہ باجوہ

دیباچہ

گلشنِ محامد کے بعد ''قندیلِ شب''میری دوسری کاوش ہے۔

قندیلِ شب یعنی ''رات کا چراغ''۔ مقبول دعا ہی ہے۔ جو رات کا چراغ ہے۔ابتلاؤں اور دکھوں کے اندھیروں میں دعا قندیل بن کر جگمگا اُٹھتی ہے۔اِخلاص کے ساتھ کی گئی اضطراری دعا کو اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت بخشتا ہے اور اُس کی قُدرت کا ہاتھ غم و حُزن سے نجات دے کر انسان پر خوشیوں کا باب کھولتا ہے۔

مقبول دعا چراغ ہے اور ستاروں کی طرح ہے جو مصائب و آلام کے اندھیروں میں روشن ہو کر انسانی زندگی کے تاریک گوشوں کو منوّر کرتی ہے۔انسان مادی سہاروں پر تسلّی تشفّی اور سکون و اطمینان حاصل نہیں کر سکتا۔اُسے ان سہاروں کے چھوٹ جانے یا قطع ہو جانے کا دھڑکا لگا رہتا ہے مگر جب انسان اپنے خالق و مالک کے حضور گریہ وزاری کرتا ہے تو اُس کا دل اطمینان اور سرور سے بھر جاتا ہے۔کیوں کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ میرا رب میری ہر تکلیف کو دور کرنے،دشمنوں کو ناکام کرنے اور ناممکن کاموں کے کرنے پر قادر ہے اور یوں وہ ''لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْن''کی تصویر بن جاتا ہے۔ قبولیتِ دعا ایک انعام ہے اور خدا تعالیٰ کی تمام نعمتوں اور فضلوں کی جان ہے اور ایک پوشیدہ خزانہ ہے جو ہر وقت،ہر گھڑی انسان کے کام آتا ہے۔ مگر شرط یہ کہ دعا اپنی تمام تر شرائط اور لوازمات کے ساتھ کی جائے۔وہ شرائط جو **حضرت اقدس مسیح موعود** اور آپ کے خلفاء نے بیان فرمائی ہیں۔سب سے بڑھ کر انسان تعلق باللہ کی نعمت حاصل کرنے کی کوشش کرے اپنے تمام معاملات کے حل کے لئے خواہ وہ جماعتی ہوں یا ذاتی دعاؤں کو کمال تک پہنچاوے۔

قندیلِ شب بھی اِضطراری دعاؤں کا مجموعہ ہے اور دعاؤں کی طرف راغب کرنے کی سعی و کوشش ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جماعتی یا ذاتی یا انفرادی طور پر جو دکھ اور تکالیف کی رات ہم پر مسلّط ہے اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے وہ ہمیں مقبول دعاؤں کی ایسی قندیل عطا کرے،جو تمام اندھیروں کو نور میں اور تمام دکھوں کو راحت میں بدل دے۔قید و بند کی صعوبتوں اور پابندیوں کو دور فرمائے اور جماعت کو اپنے حصارِ عافیت میں لے لے۔آمین

جزاکم اللہ تعالیٰ

والسلام

امتہ الرشید بدر

انتساب

''حضرت اقدس مسیحِ آخر الزماں کے نام جن کی تحریریں، اسرارِ دعا،اسرارِ روح، اسرارِ فطرت،اسرارِ عبودیت،اسرارِ الوہیت،اسرارِعشق ومحبتِ الٰہی،اسرارِ قرآن،اسرارِوحی والہام،اسرارِ دنیا و مافیھا اور اسرارِ عُقبیٰ سے پردہ ہٹاتی ہیں۔انسان کے ایمان و عرفان کو جِلا بخشتی ہیں اور قوی کرتی ہیں اور قبولیتِ دعا کے انعام سے سرفراز کرتی ہیں۔''

حمدِ باری تعالیٰ

اے مالکِ ارض و سماؑ
تجھ سا نہیں ہے دوسرا

طاعت سے تیری آشنا
ہر ذرۂ ارض و سماؑ

تو بحرِ حسنِ بے کراں
خوش بخت ہے جس پر کھلا

سورج میں تیری روشنی
ہے چاند میں جلوہ تیرا

جھِلمل ستاروں کی رِدا
دے ہے مجھے تیرا پتہ

حسنِ گل و گلزار میں
ہے عکس تیرا دلربا

تو واقفِ اسرارِ دل
ہو کجروِی کہ اِتّقا

جُز متّقی اور با صفا
تجھ کو نہ کوئی پا سکا

تجھ سے وفا تیری رضا
سب راحتوں کا منتہا

بے مثل ہے تیری عطا
مانگا ہے جو تُو نے دیا

سن آہ چلا آتا ہے تُو
یہ عظمتیں اور یہ وفا

آئی خوشی یا غم پڑا
ہر موڑ پر تُو ساتھ تھا

جس کا یہاں کوئی نہیں
اُس کا ہے تُو ہی آسرا

جاتا ہے تیرے عرش تک
بے روک ہی نالہ میرا

حمدِ ربّ العالمین

چلیں کُو بکو داستانیں تیری
زباں بہ زباں ہے فسانے تیرے

لبِ ہر جہاں پر محامد تیری
چلے ہر طرف عاشقانے تیرے

دلِ عاشقاں تھی تیری تخت گاہ
ہیں کیسے انوکھے ٹھکانے تیرے

تیرے ہی مکاں لامکاں سب جہاں
ہیں سارے زمانے زمانے تیرے

نہ ہے جن کی حد اور نہ کوئی حساب
کہ وا ہر طرف وہ خزانے تیرے

رہا ذکرِ اغیار دو چار دن
ازل تا ابد ہیں فسانے تیرے

تلاشِ بہار

سدا سے ہی رہی ہوں میں
بہار کی تلاش میں
سکون کی تلاش میں
قرار کی تلاش میں
تلاشِ مہر و ماہ میں
نجوم و آکاش میں
یہ دل مگر فگار ہے
بہت ہی بے قرار ہے
بہار عجب بہار ہے
یہ مجھ سے دور بھاگتی
نہیں قریب لاگتی
مگر یہ انتظار ہے
جو منبعٔ بہار ہے
حسین تر وہ یار ہے
کہ جس سے مجھ کو پیار ہے
وہ قید کر کے لائے گا
میرے لئے بہار کو
سکوں کو اور قرار کو
مگر ہوں یہ بھی سوچتی

کہ کیا کروں گی لے کے میں
ایسی اس بہار کو
عارضی سکون کو
عارضی قرار کو
بہار آ بھی جائے اگر
نہ منبعٔ بہار ہو
نہ ربط اُستوار ہو
نہ اُس سے ہم کو پیار ہو
تو کیا کریں گے لے کے ہم
پھر ایسی اس بہار کو
عارضی سکون کو
عارضی قرار کو
بہار وہ بہار ہے
جو دو جہاں میں ساتھ ہو
جو ہر مکاں میں ساتھ ہو
جو دائمی بہار ہے
فقط لِقائے یار ہے
فقط رضائے یار ہے

آپ آئیں اگر

آپ آئیں اگر رات سے ہو سحر
ختم ہونے لگے درد کا یہ سفر
زیست چلنے لگے پھر تو ایسی ڈگر
ہو نہ ماضی کا غم اور نہ فردا کا ڈر
ہو سہل یہ سفر آپ آئیں اگر

آپ آئیں خوشی کے شگوفے کھلیں
جان و دل کے چمن یوں مہکنے لگیں
نور ہی نور ہو دیپ جلنے لگیں
اور جیون کے رستے اُجلنے لگیں
ہو حسیں رہگزر آپ آئیں اگر

آپ کی جو اماں کی صدائیں چلیں
غیر کی پھر نہ ہم پر جفائیں چلیں
یوں چمن میں بہاری ہوائیں چلیں
پھر کبھی بھی نہ اِس پر خزائیں چلیں
ہو سہانا سفر آپ آئیں اگر

اے میرے مہرباں اے کہ رحمت اتم
آپ چاہیں تو کٹ جائیں درد و الم
ہو رِدائے حفاظت ہی پھر ہر قدم
ہو اِجازت کسی کو نہ دے ہم کو غم
اے میرے چارہ گر آپ آئیں اگر

دنیا

یہ رنگوں کی دنیا بہاروں کی دنیا
دلآویز دِلکش نظّاروں کی دنیا

مہکتے چمن لالہ زاروں کی دنیا
حسیں وادیوں کوہساروں کی دنیا

فلک نیل گوں کہکشاؤں کی دنیا
حسیں چاند سورج ستاروں کی دنیا

حسیں ماہ وشوں ماہ پاروں کی دنیا
تیرے حسن کے رازداروں کی دنیا

تیری یاد میں بے قراروں کی دنیا
تیرے عشق میں دلفگاروں کی دنیا

محبّت میں تیری ہیں سرشار ہر دم
ہے کیسی حسیں تیرے پیاروں کی دنیا

ہدایت کے روشن ستاروں کی دنیا
کہ خلقِ خدا کے سہاروں کی دنیا

وہ حسنات میں کوہساروں کی دنیا
کہ عظمت کے اونچے میناروں کی دنیا

سوا اسکے دنیا کے رنگ اور بھی ہیں
ہے متنوّع رنگوں نظّاروں کی دنیا

وہ اہلِ ہوس مالداروں کی دنیا
کہ بھٹکے ہوئے تاجداروں کی دنیا

وہ اکڑے ہوئے خود پرستوں کی دنیا
ستم خَو تکبّر شعاروں کی دنیا

کہیں غربت و غم کے ماروں کی دنیا
کہ ہے بے کسوں بے سہاروں کی دنیا

کہیں زخم خُوردہ فِگاروں کی دنیا
سِسکتے تڑپتے بیماروں کی دنیا

جو ہو ساتھ تیرا منافعوں کی دنیا
وگرنہ سراسر خساروں کی دنیا

فقط کمرۂ اِمتحاں ہے یہ پیارو
بہت عارضی ہے نظّاروں کی دنیا

نظّارے حسیں ہوں کہ یا جاں گزا ہوں
یہ مٹتے ابھرتے نظّاروں کی دنیا

اُبھرنا وہ اُٹھنا وہ اُٹھنا کہ مٹنا
کہ ہے جلتے بجھتے شراروں کی دنیا

نہ دل اس سے پیارو لگانا کبھی تم
سراپا ہے عبرت اِشاروں کی دنیا

نِیتائے جہاں اب آؤ جی

نِیتائے جہاں اب آؤ جی
حالات نظر فرماؤ جی

ہر بگڑی بات بناؤ جی
ہر الجھاؤ سلجھاؤ جی

حالات کٹھن دن رات کٹھن
کوئی ڈھارس آس بندھاؤ جی

یہ درد اگن جھلسے تن من
تم رحمت میہنہ برساؤ جی

ہر شے ہے گراں ارزاں انساں
کچھ اس کی قدر بڑھاؤ جی

سنو خلق کی آہ و زاری تم
اسے ظالم سے چھڑواؤ جی

ہوئی خلق یہاں بے یارو اماں
تم اپنی پناہیں لاؤ جی

تم پاس نہ ہو جی گھبرائے
تم دور نہ ہم سے جاؤ جی

ہم عاصی صیدِ معاصی پر
کوئی چادرِ عفو اُڑھاؤ جی

ہو خوفِ جہاں نہ خوفِ زماں
تم ہم رے اگر ہو جاؤ جی

بار سارے اُٹھایا کریں آپ خود

یوں تلطّف سے آیا کریں آپ خود
ہم ری بگڑی بنایا کریں آپ خود

دور کر دیں میری فکر اور یاس سب
بار سارے اُٹھایا کریں آپ خود

میں نہ مانوں دیالو کسی اور کو
مجھ کو ہر شے عطایا کریں آپ خود

سارے مسئلے مسائل کے حل کے لئے
میری جاں اب تو آیا کریں آپ خود

میرے ہر سنگِ راہ کو میرے دلبرم
آ کے راہ سے ہٹایا کرے آپ خود

کیسا کیچڑ اچھالیں ہیں ہم پہ عدو
ہم ری عزّت بنایا کریں آپ خود

ایک شعر

اُسکا سایہ گھنے شجر کی ٹھنڈی چھاؤں جیسا
رحم و تفضّل میں تو وہ ہے ستّر ماؤں جیسا

ایک شعر

ہم توحید کے متوالے توحید ہماری جان
اللہ سوہنے رب سچّے پر ہے اپنا ایمان

طلبِ نصرت

دِکھا قدرت کاملہ یار اپنی
ہمارے لئے سونت تلوار اپنی

ثبوت اپنی ہستی کے ہم کو دِکھا دے
عیاں کر تُو قوّت کا اظہار اپنی

بہت ہو چکے ظلم اور بربریت
دِکھا اب تو نصرت میرے یار اپنی

ہمارے لئے اپنی غیرت دکھا دے
دِکھا آ کے دشمن کو اب مار اپنی

میری جان اشرار کو قید کر دے
اتار اب سزا اِن پہ اے یار اپنی

نزول اپنی تائید کا ہو ہم پہ پیارے
اتار اب فرشتوں کی یلغار اپنی

وہ لے ہم کو پیارے تُو اپنی اماں میں
عیاں کر دے رحمت کے آثار اپنی

جو اب بھی نہ آیا تو آئے گا کب تُو
کہ ہیں ہستیاں داؤ پہ یار اپنی

ایسے فتنہ گروں سے شرارے اُڑے
ذِکر شعلوں کی صورت ہمارے اُڑے

وہ تو کہتے گئے داستانیں عجب
حرف مونہوں سے جیسے انگارے اُڑے

درد کی آنچ پر دل سلگنے لگا
آنکھ سے حسن کے سب نظّارے اُڑے

آیا حرفِ تمنّا جو جاں تا بہ لب
تذکرے پھر ہمارے تمہارے اُڑے

آپ کا حسن جب دل میں گھر کر گیا
روح سے روشنی کے شرارے اُڑے

جو زمیں تیرے نوروں کا مسکن بنی
اُس سے جگنو اُڑے چاند تارے اُڑے

دفعتاً نیم جاں اُٹھ کے چلنے لگا
اُن کے لب سے جو کن کے اشارے اُڑے

مداوائے غم کرنے آتا ہے وہ
اندھیروں میں شمعیں جلاتا ہے وہ

جفائے جہاں سے جو دل ہو فگار
تو مرہم سجانے کو آتا ہے وہ

رگِ جان سے بھی قریں تر ہے یار
کبھی دور مجھ سے نہ جاتا ہے وہ

میں ہوتی ہوں جب غم سے زارو نزار
تو سپنے سہانے دکھاتا ہے وہ

کبھی نیم جاں کو وہ دے تازگی
کبھی حرفِ کن سے جِلاتا ہے وہ

بڑی عظمت و شان کے باوجود
وفاؤں کے دیپک جلاتا ہے وہ

اُسے علمِ دردِ نہاں در نہاں
کہ پاتال تک جان جاتا ہے وہ

ہے بکھرے ہوؤں کو وہی جوڑتا
کہ ٹوٹے دلوں کو مِلاتا ہے وہ

جو اُس کے ولی سے کرے دشمنی
سبق خوب اُس کو سکھاتا ہے وہ

بھلا دیتے ہیں دل سے جو اُسکی یاد
تو اُن کو بھی دل سے بھُلاتا ہے وہ

زندگی ایک سفر ہے

دیکھو گے تم زندگی کے سفر میں
ملیں گے بہت راہرو رہگزر میں
کوئی وہ کہ سردارِ ابرار ہونگے
کہ ہر خیر میں ہی ثمر بار ہونگے
سبھی کے وہ ہمدرد و غم خوار ہونگے
وہ ہر اک کے دکھ درد میں یار ہونگے
وہ سائیوں بھرے ٹھنڈے اشجار ہونگے
کہ مولا کی رحمت کا اظہار ہونگے
پھر اس کے برعکس دیکھو گے یہ بھی
کہ کچھ لوگ ایسے ملیں گے جہاں میں
جو رکھیں گے تم کو سدا امتحاں میں
نہیں آشنا تک وہ ہونگے وفا سے
کہ ہر معاملہ اُن کا ہو گا جفا سے
چھُپے آستینوں میں وہ مار ہونگے
کہ ڈسنے کو ہر دم وہ تیار ہونگے
تعلق بہت اُن سے دشوار ہونگے
کہ وہ باعثِ ننگ اور عار ہونگے
طبائع کئی پیچ در پیچ ہونگی
بھلائیاں سب اُن کے لئے ہیچ ہونگی
پھر اس پہ کہ ساتھ اُن کے چلنا پڑے گا
ہر اک وار بھی اُن کا سہنا پڑے گا
پھر ایسے بھی کہ سُست و کاہل ملیں گے

کہ وہ ذکر تک کے نہ قابل ملیں گے
برابر ہے اُن کو تو ہونا نہ ہونا
وہ سُود و زیاں اور وہ پانا کہ کھونا
پس ایسے تنوّع میں کٹے گا سفر یہ
چلیں گے سدا ساتھ مدّ و جزر یہ
کبھی راہ میں کتنے ہی طوفاں اُٹھیں گے
ڈرائیں گے بے حد ہراساں کریں گے
بیاباں کبھی راہ میں حائل ملیں گے
کہ مشکل بہت سے مراحل ملیں گے
کبھی خار زاروں سے ہوگا گزر بھی
ڈرائے گی تم کو ہر اک رہگزر بھی
وہ الجھیں گے کانٹے کبھی پیرھن سے
نہ آسان ہو گا گزر کوہ بن سے
کبھی راہ میں پاؤں کے چھالے ملیں گے
کبھی گرد آنکھوں کے ہالے ملیں گے
کبھی دو قدم چلنا دشوار ہو گا
کہ ہر ہر قدم ہی پُر آزار ہو گا
کبھی سہل و آساں بھی ہو گا سفر یہ
چلیں گے سدا ساتھ مدّ و جزر یہ
سفر تو سفر ہے دکھائے گا یہ رنگ
مگر کٹ ہی جائے گا یہ جیسے تیسے
ملے گی کبھی زندگانی کو منزل
ملے گا کبھی تو کوئی اس کو ساحل

مسافت ہے لمبی پر گھبرا نہ اے دل
اُسے ساتھ لے لے جو ہے جان اور دل
میرِ سفر اُس کو گر تُو بنا لے
سبھی معاملے کر دے اُس کے حوالے
تو ہو گا پھر آسان تیرا سفر بھی
ڈرائے گی پھر نہ کوئی رہگزر بھی
نہ آنسو نہ آہیں نہ نالے ملیں گے
وہ ہر کام تیرا سنبھالے ملیں گے

حالاتِ حاضرہ

ایسے فتنوں کی اُٹھنے لگیں آندھیاں
ایسے ڈوبا ہوا تیرگی میں جہاں
ہاتھ کو ہاتھ تک بھی سجھائی نہ دے
کور چشمی ہے وہ کچھ دکھائی نہ دے
ایسی بے باکیاں ایسی سفّاکیاں
رقصِ ابلیس اور اُس کی سرگرمیاں
الاماں الاماں الاماں
نسلِ شیطان اور اُس کی وہ ہاؤ ہو
نسلِ انسان کا کیسا ارزاں لہو
عزّتیں بھی سر راہ نیلام ہیں
سانپ ڈسنے کو ہر راہ پر عام ہیں
ایسی بھڑکی ہے انساں کی گندی ہوس
کہ نہ چھوڑے جو معصوم بچوں تلک
چڑھ گئی بھینٹ جِس کی تو شرم و حیا
آج انساں بہائم سے بدتر ہوا
اسفل السّافلین میں ہے وہ جاگرا
جس سے بن کے درندے بھی مانگیں پناہ
زندگی بے اماں اور نوحہ کناں
المدد کی صدائیں یہاں
نیم عریاں بدن نہ کوئی پیراھن
نغمہ و رقص اور ربطِ مرد اور زن
کچھ بھی ناموسِ ملت کی پرواہ نہیں

کوئی حِلت، سے حُرمت سے آگاہ نہیں
کچھ بھی تقویٰ نہیں اور نہ خوفِ خدا
یاد تک بھی نہیں اُن کو روزِ جزا
کذب ہے یا صداقت کی تکذیب ہے
مالِ ناحق ہے اور اُس کی ترغیب ہے
وہ گناہوں کی کثرت خدا کی پناہ
ہوئی دھرتی بلاؤں کی آماجگاہ
عرض تجھ سے ہے اے میرے پیارے خدا
پھر سے روشن ہو نیکی کا بجھتا دیا
اُس کو پہچان لیں اُس کو یہ مان لیں
آیا ساماں جو اِن کے لئے شرف کا

آپ کے سامنے

ہو رہا ہے یہ کیا آپ کے سامنے
ہر ستم ہے روا آپ کے سامنے

ٹوٹے پڑتے ہیں سَیل معاصی کے بند
غرق خَلقِ خُدا آپ کے سامنے

کبرِ میں کِرمِ خاکی یہاں تک گیا
بن گیا ہے خدا آپ کے سامنے

کیسی کیسی مسلّط غلاموں پہ ہے
آج کرب و بلا آپ کے سامنے

وہ ہوائے ستم ہے کہ بجھنے کو ہے
خیر کا ہر دیا آپ کے سامنے

کھا کے تیرِ جفا میرے پیارے خدا
ہیں مجسّم دعا آپ کے سامنے

کٹھن بے حد مراحل ہیں بڑے مشکل مسائل ہیں
کہ گویا مشکلوں کے راہ میں طوفان حائل ہیں

سہے ہیں وار وہ ہم نے وہ ہم نے گھاؤ کھائے ہیں
کہ جسم و روح تک دل تک جگر تک جس سے گھائل ہیں

گدا ہیں جن کے دروازے کے جس چوکھٹ کے سائل ہیں
ہمیشہ ہم پہ وہ ابرِ کرم رحمت پہ مائل ہیں

سدا وہ ساتھ دیتا ہے صداقت کا شرافت کا
صفات اُس کی حسیں بے حد حسیں اُسکے شمائل ہیں

کبھی رَد نہ ہو جو دعا مانگتی ہوں

بہت انکساری سے سَر کو جھکا کر
کھڑی در پہ تیرے ہوں دامن پھیلا کے
اسے آنکھ کے موتیوں سے سجا کے

میں تجھ سے یہی اے خدا مانگتی ہوں
کبھی رَد نہ ہو جو دعا مانگتی ہوں

وہ جب گھیر لیں ہر طرف سے بلائیں
سروں پہ ہوں جب تیرگی کی ردائیں
جو انجانے ڈر خوف دل کو ستائیں

تو تیری پناہ کی رِدا مانگتی ہوں
کبھی رَد نہ ہو جو دعا مانگتی ہوں

ستائیں جو دل کو بتوں کی جفائیں
وہ شیشہ جو اُمیّد کا توڑ جائیں
ملیں جب وفاؤں کے بدلے جفائیں

تو تیرا قوی آسرا مانگتی ہوں
کبھی رَد نہ ہو جو دعا مانگتی ہوں

ہر اک شے سے بڑھ کر ہے تو ہم کو پیارا
نہیں تیرے بِن درد کو کوئی چارہ
فقط تو ہی امید تو ہی سہارا

میں تجھ سے تجھے دلبرا مانگتی ہوں
کبھی رَد نہ ہو جو دعا مانگتی ہوں

ایک شعر

اک تیری آشنائی
میری عمر کی کمائی

دلبر ہیں دلربا ہیں لعلِ بے بدل ہیں آپ
منبعٔ حُسنِ کل ہیں کہ حُسنِ ازل ہیں آپ

دنیائے حرف و معانی ہیں آباد آپ سے
بس شوخیٔ تحریر ہیں جانِ غزل ہیں آپ

پاتا ہے اطمینان دل بے تاب آپ سے
اس کا سرور و چین ہیں تسکین و کل ہیں آپ

صبرو ثبات و صدق کی ہیں آپ ہی جزا
ہر ابتلا کے بعد جو ملتا ہے پھل ہیں آپ

مناجات

غم و اندوہ دردِ نہانی کہوں
ایلی ایلی لِمَا سبقتانی کہوں

یہ جو پھر سے چلا درد کا سلسلہ
اس سے دیجئے اماں اس سے کیجئے رہا

آگے ہونا ہے کیا آگے کرنا ہے کیا
اور بھی سختیوں سے گزرنا ہے کیا

ہم تو سمجھے ہمیں تیری چاہت ملی
اور غمِ دو جہاں سے فراغت ملی

یک بیک لیک یہ کیا سے کیا ہو گیا
لوٹ آیا وہی درد کا سلسلہ

ناتواں ہیں بہت اور مجبور ہیں
اہل دنیا کی نظروں میں مقہور ہیں

امتحاں آپ کو گو کہ مقصود ہے
آگے بھی دیکھئے کوئی موجود ہے؟

خاک ہو جائیں گے گر نہ لو گے خبر
پھر ادھورا ہی رہ جائے گا یہ سفر

اور ادھوری ہی یہ عشق کی داستاں
الاماں الاماں الاماں الاماں

تھام لیں ہاتھ اگر آپ اے راہبر
پھر تو آسان ہو جائے گا یہ سفر

کچھ بھی ہو میری جاں کچھ بھی ہو دلبرم
تیری الفت کبھی ہو سکے گی نہ کم

اب چلے بھی تو آئیں خدا کے لئے
پاک محسن نبی مصطفیٰ کے لئے

﴿بزبانِ حضرت مسیح موعود دعائیہ تضمین﴾

اے علیمُ الغیب اسرارِ نہاں کے راز دار
سو برس پہلے جو دیں خبر ہوئیں وہ آشکار
ابتلاؤں میں بجز تیرے نہیں کوئی سہار

"اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار"

اے میرے مولیٰ عجب ناسازئ حالات ہے
جرم تیرا نام لینا کفر تیری بات ہے
قادر و رحمان و ارحم پیارے تیری ذات ہے

"دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پہ رات ہے
اے میرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار"

دشمنانِ دین ہیں پُر جوش ان ایام میں
رہتے ہیں فتنہ گری سبّ و شتم دشنام میں
تھام لو آ کر خدارا ان غم و آلام میں

"بسترِ راحت کہاں ان فکر کے ایام میں
غم سے ہر دن ہو رہا ہے بدتر از شبہائے تار"

عرض ہے درگاہ میں تیری بڑے ہی مان سے
رکھ دیئے قدموں میں تحفے مال و عزت جان سے
کارزارِ سخت ہے اب آپڑا شیطان سے

"جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگِ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار"

ہر طرف سے آج ہم پر کفر کی یلغار ہے
ہیں نہتے پاس اپنے تیر نہ تلوار ہے
غم کا اک کوہِ گراں اب آپڑا دلدار ہے

"نسلِ انساں سے مدد اب مانگنا بے کار ہے
اب ہماری ہے تیری درگاہ میں یارب پکار"

پیاس تیری تشنہ رُوحوں کے لئے آبِ بقا
تُو ہی ہر دکھ کا مداوا درد و غم کی تُو دوا
یاس کے بادل چھٹیں تجھ سے ہی میرے کبریا

"اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوا اشکبار"

الٰہی بخش مجھے اپنی راہ کا جوشِ جنوں
تو میری روح کو اک روحِ عاشقانہ بنا

نشانِ نَو میں ہوا جب بھی جلوۂ تازہ
وہی عشّاق کو اندازِ دلبرانہ بنا

الٰہی آتا ہے سب کچھ تیری ہی جانب سے
جہاں میں پردۂ اسباب تو بہانہ بنا

عطا وہ نور ہو جس سے چراغِ راہ بنوں
فقط جو ذات میں جلتا ہو وہ دیا نہ بنا

غزل

کیا خبر جاناں کسی کو تیرے میرے پیار کی
کب پہنچ سکتی ہیں نظریں اس تلک اغیار کی

تم رہو دل کے مکیں اے سب حسینوں سے حسیں
اہل دنیا پر ضرورت کچھ نہیں اظہار کی

جس کو ہو جائے ہے تیری ذات کا عرفاں نصیب
چار سُو اُس کو نظر آئے ہے صُورت یار کی

جان و مال آبرو تجھ پر کریں ہر دم فدا
مٹ کے پا لینا تجھے سنت ہے یہ ابرار کی

میری جاں طرزِ تغافل آپ کو زیبا نہیں
چھوڑیئے لیجئے خبر اب میرے حالِ زار کی

غمِ دو جہاں سے رِہا کر گیا ہے
محبّت میں تیری وہ سرشار ہونا

نہیں کم یہ اعزاز سے مجھ کو پیارے
تیری راہ میں روز و شب خوار ہونا

کوئی ہو کہ گل زینتِ گلستاں ہے
کسی کے مقّدر میں ہے خار ہونا

گناہ نظرِ واعظ میں ہے یہ کبیرہ
میرا کفر و بدعت سے بیزار ہونا

سفر میں کر ہی لیتی ہوں

مجھے درد و الم سے انسیت سی ہو گئی ہے یوں
کہ ان کے ساتھ جینے کا ہنر، میں کر ہی لیتی ہوں

مسائل الجھنوں فکروں میں گو ہے زندگی اپنی
پہ تیرا نام لے لے کر بسر میں کر ہی لیتی ہوں

بہت مشکل کٹھن ہیں راستے تجھ تک پہنچنے کے
اگرچہ پاؤں چھلنی ہوں سفر میں کر ہی لیتی ہوں

کہیں آسائشیں جیون کی نہ اُن سے جدا کر دیں
بہت ڈر ڈر کے روز و شب بسر میں کر ہی لیتی ہوں

عجب طرح سے کھینچے ہے یہ زیب و زینتِ دنیا
بہت مشکل ہے لیک اس سے مفر میں کر ہی لیتی ہوں

درمانِ درد دُکھ کا مداوا کوئی تو ہو

درمانِ درد دُکھ کا مداوا کوئی تو ہو
تنہائی حیات میں اپنا کوئی تو ہو

ہم دم ہو ہم نوا ہو ہمراز ہو کوئی
اور آہ سُن کے دوڑنے والا کوئی تو ہو

یہ کارِ زیست حد سے بڑھ کر ستائیں جب
پھر چائے پانی پوچھنے والا کوئی تو ہو

ہر شخص بے حِسی کا اوڑھے ہے پیراھن
دکھ بے کسوں کا بانٹنے والا کوئی تو ہو

پایا نہ عمر بھر کی وفاؤں کا کچھ صلہ
اب قدر اپنی کرنے والا کوئی تو ہو

﴿نہ بے رُخی سے کام لو﴾

ہے دل دکھی یہ آنکھ نم
تاریک تر شبِ الم
یہ زندگی کے درد و غم
کب تلک ہونگے کم

یہ آرزو ہے دلبرم
فسردگی کی شام ہو
کہ دل بھی شاد کام ہو

ہو امن کا حصار تم
سکونِ دل قرار تم
خزاں کی یورشوں میں ہو
ابرِ نو بہار تم
عنایتوں کا جام دو
کہ دل بھی شاد کام ہو

اے مہربان و کارساز
تمہیں ہو زندگی کا راز
ادھر بھی میرے چارہ ساز
ہو اک نگاہِ نیم باز
نہ بے رُخی سے کام لو
کہ دل بھی شاد کام ہو

غزل

یہ جہانِ خیال و خواب ہے
کہ خواہشوں کا سراب ہے

خوشی چند لمحوں کی مہماں
وا غم کا ہر پل باب ہے

کب جائے عیش ہے یہ جہاں
ہر ہر قدم احتساب ہے

ہے رخشِ عُمر بھی تیز رو
اور مختصر سا شباب ہے

پا لوں تجھے جانِ جہاں
یہی زندگی کا خواب ہے

بھڑکی ہوئی ہے ہر طرف ظلم و ستم کی آگ
خلقِ خدا کے لب پہ ہیں درد و الم کے راگ

غار تگرانِ امن و سکوں کی نہ پوچھیئے
ہر ہر گلی کے موڑ پر ہیں نفرتوں کے ناگ

اب ہو دعائے یونس کہ ہو کرب سے نجات
اب چھوڑ خواب غفلت اے قوم اب تو جاگ

تِنکا تِنکا

جوڑ کر تِنکا تِنکا جب جب بھی
میں کوئی آشیاں بناتی ہوں
کوئی نہ کوئی پھر عدو اس میں
آگ آ جاتا ہے لگانے کو
خرمنِ جان و دل جلانے کو
اک غریب اور بے کس و بے بس
رہ گئی اس کے آزمانے کو
دیکھ تو آ کے میرے جانِ جاں
ہو گیا کیا ہے اس زمانے کو

ساتھ دیتے ہیں اجالوں میں سبھی

درد و غم سارے جہاں کے جانے کیوں
کرتے ہیں یلغار اکثر رات کو

دل کہ خوں بن بن کے آنکھوں سے بہے
آنسوؤں کی تار اکثر رات کو

ساتھ دیتے ہیں اجالوں میں سبھی
پر وہی غم خوار اکثر رات کو

سوچتی رہتی ہوں میرا کون ہے
تیرے بن دلدار اکثر رات کو

کر سکتا نہیں زخمِ نہاں ہم کو ہراساں
خوش رہنے کو یہ لذّتِ آزار بہت ہے

مرعُوب نہیں قصر و محلّاتِ جہاں سے
ہم کو تو تیرا سایۂ دیوار بہت ہے

اے سرد مہر عاری ہے تو گر خوئے وفا سے
دلداری کو میری میرا دلدار بہت ہے

تعلق قطع کر کے ہر بت سے اپنا
سدا تیری بن کے رہوں چاہتی ہوں

تصوّر میں تصویر تیری سجا کر
تجھے دیکھنا روبرو چاہتی ہوں

میری روح کو بس تمہاری لگن ہے
نہیں جانتی تجھ کو کیوں چاہتی ہوں

زمانہ

جانے زمانے کو کیا ہو گیا ہے
کہ چال قیامت ہی چلنے لگا ہے

دلوں میں ہے کچھ تو زبانوں پہ کچھ ہے
ہے منہ پہ خدا آستانوں پہ کچھ ہے

کسی کی بلندی کسی کی ترقّی
کسی کی سکینت کسی کی تسلّی

یہ اک آنکھ بھی ان کو بھاتی نہیں ہے
دلوں سے یہ پر خاش جاتی نہیں ہے

خدایا تو آنا بچانا بچانا
پڑا ہاتھ دھو کے ہے پیچھے زمانہ

کچھ حسّاد کے بارے میں

جل کے حاسد نے تو حسد کی آگ میں
کیسے اپنے ہی دل کا سکوں کھو دیا

سنگ دل نے کئے جَور اتنے کہ بس
رأفت و رحم سوزِ دروں کھو دیا

عاجزی حِلم مسکینیٔ دل گئی
کبرِ خاکی نے یوں سرنگوں کھو دیا

بر خلاف اُس کے حکموں کے چلتا رہا
ایسے نایاب کو تو نے کیوں کھو دیا

خلقِ خدا کے لئے

میرے پیارے رحماں رحیم اور باری
تیری مبتلائے الم خلق ساری
دکھوں میں پِسی جا رہی ہے بے چاری
نہ ہے کوئی پُرساں نہ ہے کوئی درماں
فقط بھوک افلاس غربت بیماری
یہ خواہش ہے سب کا ہی درماں بنوں میں
کہ ہر درد دکھ دور ان سے کروں میں
مگر بے بضاعت ہوں قوّت سے عاری
میں ہر ایک کے کام آؤں تو کیسے
سو اے قدرتوں اور طاقت کے مالک
تجھے زیب ہے کہ سنے سب کی زاری
تو ہر درد اور غم جہاں سے مٹا دے
ہر اک کو غزا دے قبا دے شفا دے
رہِ استقامت پہ چلنا سکھا دے
سبھی کو ہی اپنی اطاعت سکھا دے
بھلائی کریں وہ بھلائی ہی سوچیں
غم دو جہاں سے وہ پالیں رہائی
سن لے میری جان تو سب کی زاری
کہ پوری کریں حاجتیں تجھ سے ساری

ایک شعر

جو لکھنے کا مجھ کو اشارا ہوا ہے
تو لکھوں نہ میں کب گوارا ہوا ہے

غزل

اس قدر مجھ پر غمِ دوراں پڑے
سینہ و دل پر ہیں جوں آرے چلے

غیر کیا مجھ سے کریں گے التفات
چھوڑ کر مجھ کو میرے پیارے چلے

کس کو اس دنیا میں حاصل ہے ثبات
اپنی باری بھر کے یاں سارے چلے

اک زباں پر ذکر نہ آیا تیرا
گفتگو کے سلسلے سارے چلے

آزاد نظم

وہ ہو جب خوف کا عالم
ہوں دل پر یاس کے سائے
خزاں کا دور دورہ ہو
وہ سب ساتھی بہاروں کے
حسیں رنگیں نظاروں کے
وہ ایسے چھوڑ جاتے ہیں
کہ ہوں ناآشنا جیسے
مگر تُو وہ کہ

دن ہو رات ہو یا
کوئی موسم ہو
خوشی ہو شادمانی ہو
کہ یادِ نہانی ہو
کہ یا ہووے سمومِ غم
سوا اک تیری وفا ہے جو
وفا کرتی ہے ساتھ اپنے
وہ تیرا ساتھ کہ نہ ساتھ چھوڑے لمحہ بھر کو بھی
میرے ہمراز، میرے دلبر ہُوا، اس سے یہی ظاہر
سوا تیرے جہاں میں ہم کسی کے بھی نہیں قابل

وہ ہر شے سے جلوہ ہے تیرا عیاں
وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو یا کہ بڑی

جئیوں پستیوں میں تو پرواہ نہیں
ہو گُڈّی تیری عزّتوں کی چڑھی

ہراساں نہ ہو تھام لے اُس کا ہاتھ
جو آئے کبھی آزمائش کڑی

عمل نیک کرتا نہ وقتِ حساب
جُھکا سر ہو نظریں زمیں پر گڑی

ہے وحدت میں قوّت بڑی دوستو
رہو ایک جوں موتیوں کی لڑی

عنایات کا تیری ہو ہم پہ ہاتھ
یہ دل کی میرے آرزو ہے بڑی

مناجات

رہو میری جاں تم میرے آس پاس
کہ تا دور ہو مجھ سے خوف و ہراس

نہ مایوسیاں دل میں جا پا سکیں
کہ ٹوٹے کبھی بھی نہ امید آس

دنیوی ہو یا اُخروی زندگی
کہ دونوں میں ہو تیری الفت کی باس

نظر دل کے اندھوں کو آ نہ سکی
تھی ہستی تیری زندگی کی اساس

کبھی دور ہم سے نہ جائیں نہ جائیں
بچائیں بچائیں بچائیں بچائیں

لگی ہیں تعاقب میں کتنی بلائیں
کہ خود آپ دور ان کو آ کر ہٹائیں

بہت دشمنوں کی ہیں ہم پر جفائیں
سنیں آ کے پر درد دل کی صدائیں

چھپا کر سبھی سقم اور عیب جاناں
حفاظت کی دیں آپ ہم پر رِدائیں

عطا ہو کرم سے ہمیں وہ بصیرت
کہ آیات پر تیری قربان جائیں

کبھی مان ٹوٹے نہ اُمیّد ٹوٹے
کبھی ہم سے ناطہ تمہارا نہ چھوٹے

اگر روٹھتا ہے جہاں روٹھ جائے
مگر اے میری جاں نہ تو ہم سے روٹھے

وفائیں ہیں تجھ سے وفاؤں کے خالق
صنم سب جہاں کے دغا باز جھوٹے

وفا کرنے اصنام نکلے تھے گھر سے
مگر اُن کے بھانڈے چوراہے میں پھوٹے

بچانا سدا نفس و شیطاں سے ہم کو
کہ یہ راہزن نہ کبھی ہم کو لوٹے

وہ دنیائے پُر خار میں چاہیئے
کہ دامن تو اپنا بچا کر چلے

ہوا سوز و حسرت ہی اُنکا مآل
جہاں سے جو جی کو لگا کر چلے

بنی کیمیا اُن کی راہوں کی دھول
جو تیرے لئے دکھ اُٹھا کر چلے

محبّت وفا امن و ایمان کے
مدھر گیت جگ کو سنا کر چلے

رہا ضبطِ غم کا نہ یارا ہمیں
تو چُپکے سے آنسو بہا کر چلے

کبھی جو تغافل کا شکوہ کیا
تو کیوں آپ دامن چھڑا کر چلے

میں نے تمہارا پیچھا کیا دور دور تک
آگے ہی آگے تم مگر بھاگے چلے گئے

میں نے تو تم کو ظلم سے روکا بہت مگر
تم ہر لِمِٹ سے آگے سے آگے چلے گئے

توڑے جو تم نے برسوں کے رشتے تعلقات
پھر اجنبی سے غیر سے لاگے چلے گئے

تم لمبی تان سو رہے ہر ہر جفا کے بعد
ہم فکر میں تمہاری جاگے چلے گئے

ہر ابتلا کو پیارے رحمت سے ٹال دے
دردِ نہاں کا کانٹا دل سے نکال دے

سب حاجتوں کا میری خود ہی خیال رکھ
کچھ مانگنے پہ دے مجھے کچھ بے سوال دے

نہ لطف جن کا کم ہو نہ جن کے زیاں کا ڈر
وہ راحتیں میری جاں مجھے لازوال دے

مانا میری خطائیں ہیں بے حدّو بے حساب
مولا تو ان پہ چادر غفران ڈال دے

کیوں تاریخ سے سبق نہ سیکھا کیسے ہو دیوانے لوگ
پہلے بھی تم سے آئے تھے بن گئے جو افسانے لوگ

من کے مورکھ دل کے اندھے مردے ہو تم نہ کہ زندے
بات نہ مانی اُن کی تم نے آئے جو سمجھانے لوگ

ہو سُو عالمِ نفسا نفسی ہر کوئی اپنی غرض کا مارا
دیکھے ہیں بس ہم نے تو اک دوجے سے بیگانے لوگ

سکھ کے تو ہیں ساتھی سارے دکھ آیا تو ہوئے کنارے
وقت پڑا تو کر گئے دیکھو کیسے کیسے بہانے لوگ

کیا دیکھا یاں کیا بتلاؤں کیا ان کے احوال سناؤں
کاندھوں پہ لاشوں کو اُٹھا کر آئے جشن منانے لوگ

ہے وطن آج فتنوں کی آماجگاہ
بغض و نفرت کی چلنے لگی وہ ہوا
جو بھی اپنا پرایا تھا دشمن ہوا
ظلم سے بھر گئی اب تو ساری فضا

کر رہا ہم کو جوروستم سے خدا
آبھی جا آبھی جا آبھی جا آبھی جا

خوں سے لوحِ وفا اپنے بھرتے رہے
حرفِ الفت یوں تحریر کرتے رہے
آگ کی وادیوں میں اترتے رہے
تیرے پروانے جل جل کے مرتے رہے

دل ہے زخمی کلیجہ پھٹا جا رہا
آبھی جا آبھی جا آبھی جا آبھی جا

ہاتھ سے اپنے لکھ اب کوئی فیصلہ
پا سکے دشمنِ حق نہ مہلت ذرا
اب اتار ان پہ اپنی عقوبت خدا
نہ ملے بھاگنے کا انہیں راستہ

اب تو آہ و بکا ہووے آہِ رسا
آبھی جا آبھی جا آبھی جا آبھی جا

غیر محدود ہے درد کا یہ سفر
ختم ہونے کو آتا نہیں فاصلہ

چھوڑ دیجئے اسے ختم کیجئے اسے
روح اور جسم و جاں کا ہے جو آبلہ

لیجئے ہاتھ میں اپنے سب معاملہ
اپنی دکھلایئے قدرتِ کاملہ

کب تلک ہونگے وا تیری رحمت کے در
کب ملے گا اب اس ابتلاء کا صلہ

سوہنے رب رحمان کو جلوہ پیارے ماں اور باپ
ہم کو ٹھنڈا چھایا دے کر جلتے دھوپ میں آپ
دنیا نگری چھوڑ سدھارے پیا نگر چپ چاپ
دل کے سونے آنگن میں پھر چپکے سے در آئی
تنہائی تنہائی

بچپن کے وہ سنگی ساتھ سارے یار احباب
بچھڑ گئے سب گویا کر کے بند وفا کا باب
آنکھ جھپکتے اوجھل ہوگئے جیسے حُبابِ آب
تصویریں اور خواب ہوئے سب ساتھ نبھانے آئی
تنہائی تنہائی

کس کس جتن سے بچوں کے تھے ہم نے گھر بسائے
اپنی اپنی دنیا بسا کر وہ بھی ہوئے پرائے
سالوں تک پھر منہ نہ دکھایا کم کم واپس آئے
سارا جیون لیکن اس نے کی نہ بے وفائی
تنہائی تنہائی

دردوں سے چھڑوائے اُسکے چہرے کی مسکان
سنگی ساتھ محفل رشتے اُس در پر قربان
وہ ہی میرے گھر کی رونق وہ ہی میرا مان
اُس دلبر کے قرب میں تو یہ اور بڑھانے آئی
تنہائی تنہائی

وہ محبوب وفاؤں والا باقی سب ہرجائی
اُس کی محفل سے منہ موڑے دیوانہ سودائی
اُس کی رحمت پل پل دل کی آگ بجھانے آئی
یہ تو بن گئی اُس کے فضل و رحمت کی پروائی
تنہائی تنہائی

وہ اوّل اور وہ ہی آخر وہ ہی انت اخیر
اُس کے صدقے ہی کٹتے ہیں درد کے یہ شہتیر
ہو جو اُسکے در کا منگتا کبھی نہ ہو دلگیر
اس میں تو پہلے سے بڑھ کر یاد خدا کی آئی
تنہائی تنہائی

معاذاللہ میری جاں سنے نہ تو اگر زاری
مسائل ہوں کہ مشکل ہو پریشانی کہ بیماری

کبھی آہِ رسا کی راہ میں نہ روک ہو جائے
وہ بے صبری توکل کی کمی ہو یا خطاکاری

دلوں کو ڈھال لو تم اُس کی طاعت اور وفا میں گر
گداز اور نم ہے یہ مٹی بنے جس سے کہ پھلواری

کبھی وہ اپنی منوائے کبھی مانے اگر سمجھو
تو بر آئے گی ہر اُمیّد ہر اک آس تمہاری

اگر ہنس کر سہو اُس کی طرف سے آزمائش کو
تو بارش رحمتوں فضلوں کی پھر قسمت ہے تمہاری

ہمارا کام ہے بس مانگنا مانگے چلے جانا
کبھی مایوس نہ ہونا نہ تھکنا اور نہ گھبرانا

﴿ایک روحانی مریض کے لئے دعا﴾

مناجات

کوئی معجزہ آپ دکھلایئے
یہ بیمار اب ٹھیک کر جایئے
نہ اور اس قدر آپ تڑپایئے
چلے آیئے ہاں چلے آیئے
بلائیں ہیں ڈر خوف خدشے بھی ہیں
نہ تنہا ہمیں چھوڑ کر جایئے
عطا ہو اسے زندگانی کی بھیک
کہ رحمت کو کچھ کام میں لایئے
میری جان اس ابتلا کے عوض
بہت شان اس کی بڑھا جایئے
کھڑی دَر پہ کاسہ لئے اک فقیر
نہ خالی اسے آپ لوٹایئے

گرتے پڑتے لرزاں و ترساں
چاکِ گریباں خاک بداماں
دلِ پر سوزاں حالِ پریشاں
آئے ہیں در پر جانِ جاناں

قطعہ

دل آپ کی مٹھی میں ہیں یہ بات بجا ہے
گر آپ ہدایت دیں تو پھر چاہیے کیا ہے
بیمار و گرفتارِ بلا جان بہ لب کو
اک ہاتھ تیرا ہاتھ ہے جو دستِ شفا ہے

نظم

عُسر ہو یُسر ہو یا کہ رنج و بلا
جھیل چپکے سے اور کر نہ شکوہ گلہ
جس طرح سے بھی رکھے ہمارا خدا
ہم جئیں بس اُسی کی رضا کے لئے

غیر پر جب کبھی بھی بھروسہ کیا
کوئی ہمدم ملا اور نہ درد آشنا
اک تیرے آستاں کا سہارا ملا
ہاتھ اُٹھائے ہیں جب بھی دعا کے لئے

اُس کے جلوؤں سے رنگیں فضائے چمن
اُس کی خوشبو سے مہکے ہیں کوہ و دمن
چاند سورج ستارے یہ نیلِ گگن
آئینہ سا ہیں اُس دلربا کے لئے

ہو رہی ہیں مقدّر فضائیں یہاں
پا بہ زنجیر ہیں ساری آزادیاں
ہے بہت بے قرار روحِ انساں یہاں
امن اور آشتی کی فضا کے لئے

میرے رحمٰن و ارحم میرے کبریا
میرے محبوب مُحسنِ میرے دلربا
اے کہ جانِ جہاں اے کہ جانِ وفا
کچھ تو کیجئے وطن کی بقا کے لئے

دعائے اصلاحِ خلق

اب روک بھی تو دیجئے قدغن لگائیے
بد راستوں سے آ کر ان کو ہٹائیے

بے طرح ہیں پھیلی ہوئی آفات چار سُو
اصلاحِ خلق کا ذرا بیڑہ اُٹھائیے

جو راہ تیرے قرب کی ہے شرف کی ہے راہ
اس اپنی راہ پر انہیں جاناں چلائیے

جانے بھی دیں ناراضگی ناراض اگر ہیں آپ
یوں روٹھیئے نہ ہم سے مگر مان جائیے

سب سُقم و عیب پیارے غفراں سے ڈھانپ کر
ہم کو رِدائے عفو میں اپنی چھپائیے

مالک دل و دماغ کے ہیں جسم و روح کے آپ
اب بیڑیاں لئے ہوئے پاس ان کے آیئے

تشنیعِ خلق سے ہوا جینا محال ہے
ہم بے کسوں کی آپ بریّت کو آیئے

وہ کُجا وفائے خلق کُجا آپ کی وفا
سب چھوڑ بھی دیں آپ تو نہ چھوڑ جائیے

دل کہ رہتا ہے میرا ہر دم رقیق
مسئلے ہیں اس قدر میرے دقیق
آپ ہی سلجھایئے میرے رفیق
یا عزیز و یا حفیظ و یا رفیق

میں کہ ہوں بے کس نحیف و بے قرار
بخشیئے آ کر میرے دل کو قرار
غم لگا ہے جان کو گہرا عمیق
یا عزیز و یا حفیظ و یا رفیق

ہر بلا کے سامنے آ بن کے ڈھال
دلدلِ درد و الم سے خود نکال
اے بزرگ و برتر و جانم شفیق
یا عزیز و یا حفیظ و یا رفیق

دیکھنا نقصاں نہ ہو جائے کہیں
شادماں بدخواہ نہ ہو جائے کہیں
اے میرے ساتھی میرے ہمدم رفیق
یا عزیز و یا حفیظ و یا رفیق

دور کر دے مشکلاتِ راہ کو
لے بھی جا انجام تک بدخواہ کو
وہ بھی ہو محوِ بکا محوِ شہیق
یا عزیز و یا حفیظ و یا رفیق

آپ نے آنا چھوڑ دیا ہے

کیوں یہ میرے حال پہ تم نے
کرم کمانا چھوڑ دیا ہے

اہلِ جہاں کو پتھر دے کر
اک دیوانہ چھوڑ دیا ہے

مجھ پہ جفا کرنے کو پیارے
اپنا بیگانہ چھوڑ دیا ہے

درد انوکھے دے کر ہم کو
ساتھ نبھانا چھوڑ دیا ہے

مجھ سے کیا کوئی بھول ہوئی ہے
آپ نے آنا چھوڑ دیا ہے

دیا یہ رکھ کر دوشِ ہوا پر
آپ نے جاناں چھوڑ دیا ہے

کاش کہے وہ پاس بٹھا کر
تجھ کو ستانا چھوڑ دیا ہے

سوچتی ہوں جب غم ہے فانی
اشک بہانا چھوڑ دیا ہے

اس ہرجائی دنیا سے اب
جی کو لگانا چھوڑ دیا ہے

تو ہم پہ مہربان ہے

وفا کا امتحان ہے
بلائے جسم و جان ہے
بڑے کٹھن ہیں مرحلے
کہ درد کا جہان ہے
سفر صعوبتوں بھرا
نہ اس قدر آسان ہے
مگر سکونِ دل بھی ہے
تو ہم پہ مہربان ہے
کڑی ہے غم کی دھوپ بھی
تو چھایا، سائبان ہے
جو کل حقیقت اٹل
وہ آج داستان ہے
یہ دل کا حال ایک سا
رہا نہ میری جان ہے
کبھی تو مجھ سے دور تر
کبھی تو میری جان ہے

تم خار میری راہ کے ہٹا کیوں نہیں دیتے

ٹھکرائیوں کو مقبول بنا کیوں نہیں دیتے
تم ساتھ ہو دنیا کو بتا کیوں نہیں دیتے

آ دیکھ کہ گھائل ہی کئے رکھتے ہیں ہر دم
تم خار میری راہ کے ہٹا کیوں نہیں دیتے

یہ درد انوکھا جو دل و جاں کو لگا ہے
اس درد کی اے جان دوا کیوں نہیں دیتے

اک عمر کٹی تیری محبّت میں تڑپتے
اب جامِ وصل آپ پلا کیوں نہیں دیتے

خدمت میں ہی یہ عمر کٹی جن کی تعّجب
دیتے ہیں وہ ایذا ہی دعا کیوں نہیں دیتے

عادی سی میں یوں دردِ مسلسل کی ہوئی ہوں
اب زخم تڑپنے کا مزا کیوں نہیں دیتے

خارِ غم

جب تلک ہے دم میں دم
چھبتا رہے گا خارِ غم

غم سے مفر تو ناممکن ہے
سہنا ہے آزارِ غم

یار اسے یا اغیار سے ہرگز
کرنا نہ اظہارِ غم

حالِ دل بس اُس سے کہنا
جو درمان و یارِ غم

بیٹی کے لئے دعا

میری بیٹی کو اچھا کر دینا
رحمت کے در وا کر دینا

ہر مرض سے اُس کو شفا دے کر
بے حد ہی لمبی عمر دینا

پاس آنے نہ پائے غم کوئی
اُسے خوشیوں بھری عمر دینا

اُسے کمی نہ آنے دینا کوئی
گھر فضل سے اُسکا بھر دینا

ایک بند

ساری آبادیاں وادیاں کوہ و بن
لہلہاتے ہوئے کھیت کھلیاں چمن
چاند سورج ستارے یہ نیلِ گگن
آئینہ سا ہیں اُس دلربا کے لئے

غزل

دیتا نہیں سجھائی یہاں ہاتھ کو بھی ہاتھ
چھائی ہوئی ہے تیرگی وہ رات کی طرح

اے کاش تیرے خُلق کو اپنائے خلق اگر
ہو جائے پھر حسین تیری ذات کی طرح

مغرب سے پھر ہو مہرِ درخشاں کا اب ظہور
بارش ہو پھر سے نور کی برسات کی طرح

ہو فتح نیکیوں کی ہے آرزو کی خیر
پھوٹے ہر ایک دل سے نباتات کی طرح

مرضی کو اپنی چھوڑ دیں جو یار کے لئے
ہو ہر نِگہ اُن کی کرامات کی طرح

تیری ذات میں جو فنا ہو گئے
مجسّم بقا اور لِقا ہو گئے

جو پیوند تجھ سے نہ یاں کر سکے
وہ یکسر مٹے اور فنا ہو گئے

نقوشِ قدم پہ تیرے جو چلے
جہاں میں وہ سب سے سوا ہو گئے

جو طاعت میں تیری ہوئی جاں گداز
تو سمجھو کہ نالے رسا ہو گئے

جو دنیا کا پردہ ہٹا آنکھ سے
تمہیں دلنشیں دلربا ہو گئے

تیرا حسن ہر شے میں ہم دیکھ کر
سراپا ہی حمد و ثنا ہو گئے

وہ موتی جو اشکوں کی صورت گرے
وہ روح کے لئے جاں فزا ہو گئے

بھنور میں گھری جب بھی کشتی میری
تو واللہ تمہیں ناخدا ہو گئے

ہیں پُر خار پُر پیچ راہیں مگر
سہل ہیں جو تم رہنما ہو گئے

غزل

اُسی کی جنبشِ لب سے جہاں کے کام ہوتے ہیں
وہی کرتا ہے جب اسباب سب ناکام ہوتے ہیں

نہیں چلتی کسی خیرہ و سرکش تیرے آگے
وہ کیسے سنگدل بھی ہوں یہیں پر رام ہوتے ہیں

یہ وہ مے ہے نہیں حاجت جسے پینے پلانے کی
تیری آنکھوں کی مستی میں چھلکتے جام ہوتے ہیں

دلوں میں آپ نے پھونکا ہے جب افسوں محبت کا
تو پھر کیوں آپ کے کوچہ میں ہم بدنام ہوتے ہیں

کریں ہم تذکرہ کس کس عنایت کا تیری پیارے
کہ ہر ہر گام ہی ہم پر تیرے انعام ہوتے ہیں

دو برادرانِ صالحین کے نام

بہت نیک صالح تھے خورشید و احمد
رہے دینِ احمد پہ دل سے وہ عامل

صداقت کی کس شان سے کی حفاظت
ٹھہر نہ سکا سامنے اُن کے باطل

وہ طوفان غم میں گھری خلق جب جب
بنے اُس کی خاطر وہ پُرامن ساحل

بڑی شان تھی عِجز میں بھی تھے کامل
لئے اپنے آباء کے سارے خصائل

رقم میں کروں خوبیاں اُن کی کیا کیا
کہ گن نہ سکوں میں تو اُن کے شمائل

خدایا تو بی بی کی خود کر حفاظت
ہٹا اُن کے سر سے غموں کے یہ بادل

مرادصاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ

غزل

کیا کہنے اُس کے عفو کے بخشش کے رحم کے
کر لیتا ہے قبول جو نادانیوں کے ساتھ

ہے راہ خارزار ہی دلبر کے گھر کی راہ
ملتا نہیں وہ جانِ من آسانیوں کے ساتھ

بکھرے ہیں چار سُو تیری قدرت کے معجزے
دیکھے ہیں جو بھی ان کو حیرانیوں کے ساتھ

جہد و عمل میں سعی میں قوموں کی زندگی
ملتی ہیں منزلیں سبھی قربانیوں کے ساتھ

سورج

سونے کا چمکیلا تھال
روشنیوں کا پیارا جال

پیلا اور سنہری لال
کیسے بنائے ماہ و سال

جس دلبر کی یہ تخلیق
اُس کا ہی یہ سب ہے کمال

اس سے ہی جیون میں رنگ
عقلیں اُس کو دیکھ کے دنگ

جب بھی سر پہ آتا ہے
سایہ گم ہو جاتا ہے

بادل سے یہ یوں شرمائے
وہ آئے تو یہ چھپ جائے

ایک طالب علم کے لئے

میری منزل

مچی ہے طبائع میں کچھ ایسی ہلچل
نہیں ہے کسی کو ذرا چین اور کل

اسی آرزو میں ہے ہر کوئی بے کل
کہ آسائشیں سب ہی جائیں اُسے مل

جدا مطمعٔ نظر ہر اک کا یارو
الگ ہے زمانے میں ہر اک کی منزل

کسی کی تمنّا تو نگر بنوں میں
جہاں بھر کے اموال ہو جائیں حاصل

کوئی ہے یہاں شان و شوکت کا خواہاں
کہ ہووے وہ توقیر و عزّت کا حامل

کوئی چاہے علم و ہنر میں ہو یکتا
ہوں اہل جہاں اُسکی حکمت کے قائل

کسی کی تمنّا بنے ایسا لیڈر
کہ ہر شخص ہو حکم پر اُسکے عامل

کسی کی ہے خواہش وہ ہو خاص ایسا
کہ ہو سب کی نظروں میں ہوشیار و عاقل

کوئی چاہے بن جائے حاذق وہ ایسا
شفا سب مریضوں کو ہو اُس سے حاصل

جِسے دیکھو وہ ہی اسیر تمنّا
کہ ہے خواہشوں آرزؤں کا گھائل

مگر خواہشیں میری سب سے جدا ہیں
بڑھوں نیکیوں میں یہی راحتِ دل

یہی آرزو کام آؤں میں سب کے
عطا کر خدایا مجھے درد مند دل

ہو طاقت عطا ڈوبتوں کو بچاؤں
میری ذات ہو ایک پُر امن ساحل

بنوں اپنے آبأ کی آنکھوں کی ٹھنڈک
سکوں اُن کے پائیں مجھے دیکھ کر دل

کمالِ بشر مجھ کو ہو جائے حاصل
بنائے خدا خُلق میں مجھ کو کامل

حصُولِ رضائے خدا ہے تمنّا
یہی میرا حاصل یہی میری منزل